43738 ـ تراويح ميں قرآت كى كوئى حد متعين نہيں ہے

سوال

كيا نماز تراويح ميں قرآت كرنے كى كوئى حد متعين ہے، جس كے بغير چاره نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نماز تراويح ميں قرآت كرنے كى كوئى حد متعين نہيں جو ضرورى ہو صرف اتنا ہے كہ نماز جتنى لمبى كى جائے گى اتنا ہى اچھا اور افضل ہے، ليكن اتنى لمبى نہ ہو كہ مقديوں كے ليے مشقت كا باعث ہو.

علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" رمضان ميں نماز تراويح وغيره ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے قرآت كى حد مقرر نہيں فرمائى كہ جس سے كم يا زياده نہيں پڑھا جا سكتا، بلكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ كبھى لمبى قرآت فرمائے اور كبھى اس ميں كمى فرماتے تھے، بعض اوقات تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہر ركعت ميں سورة مزمل كے برابر قرآت كرتے جو كہ بيس آيات پر مشتمل ہے، اور بعض اوقات تقريبا پچاس آيات كے برابر قرآت فرماتے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا يہ فرمان ہے:

" جس نے رات ميں نماز كے اندر سو آيات قرآت كيں اسے غافلين ميں سے نہيں لكھا جائے گا"

اور ايك دوسرى حديث ميں ہے:

" جس نے رات كى نماز ميں دو سو آيات قرآت كيں اسے مخلص اور قانتين ميں لكھ ليا جاتا ہے"

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك بار ايك رات ميں سبع الطوال يعنى سات لمبى سورتوں جو سورة البقرة، آل عمران، النساء، المآئدة، الانعام، الاعراف، اور سورة التوبۃ كى قرآت كى حالانكہ نبى كريم صلى اللہ وسلم مريض تھے.

اور حذيفہ بن يمان رضى اللہ تعالى عنہ كے قصہ ميں ہے كہ انہوں نے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى پيچھے نماز پڑھى تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك ركعت ميں سورة البقرة پڑھى اور پھر سورة النساء، اور پھر آل عمران كى تلاوت كى، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم بہت آرام اور ٹھر ٹھر كر تلاوت كرتے تھے.

اور صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارک میں لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں تو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سو سو آیات تلاوت کرتے حتی کہ قیام لمبا ہونے کی بنا پر مقتدی اپنی لاٹھیوں اور چھڑیوں پر سہارا لیتے، اور تقریبا فجر کے وقت نماز سے فارغ ہوتے.

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے سب سے تیز تلاوت کرنے والے قاری کو حکم دیا کہ وہ تیس آیات تلاوت کرے، اور درمیانی تلاوت کرنے والے کو پچیس اور بالکل کم رفتار سے تلاوت کرنے والے کو بیس آیات تلاوت کرے.

تو اس بنا پر اگر کوئی شخص خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے تو وہ جتنی چاہے نماز لمبی کرے، اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بھی لمبا قیام کرنے پر موافقت کرتے ہوں تو جتنا چاہے لمبا کر لے، اور جتنا بھی قیام لمبا کرے گا اتنا ہی افضل ہے.

لیکن اسے اتنا لمبا قیام نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ساری رات ہی قیام میں گزار دے، لیکن نادر طور پر ایسا کر سکتا ہے، تا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کر سکے جن کا فرمان یہ ہے:

" اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے"

لیکن اگر وہ امام ہو اور دوسرے لوگوں کی امامت کروا رہا ہو تو اسے نماز اتنی لمبی کرنی چاہیے جو باقی لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے جب کوئی لوگوں کی امامت کروا رہا ہو تو وہ نماز کو ہلکا کر کے ادا کرے، کیونکہ ان میں چھوٹا بھی ہے، اور بڑا بھی، اور ان میں کمزور بھی اور مریض بھی، اور ضرورتمند بھی ہے، اور جب وہ اکیلا قیام کرے تو جتنا چاہے لمبا کرلے" انتہی

ماخوذ از: رسالۃ قیام رمضان.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (66504) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .